ردِّ تھانوی

از

شہزادۂ اعلیٰ حضرت امام الفقہاء مفتیٔ اعظم

حضرت علامہ شاہ محمد مُصطفےٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رضا اکیڈمی

۲۶- کامبیکر اسٹریٹ، مُمبئی ۳

سلسلۂ اشاعت ۳۵۴

بموقع صدسالہ عرسِ مبارک

حضور سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی

ردِّ تھانوی

-: از :-

تاجدار اہل سنت امام الفقہاء مفتی اعظم شہزادۂ اعلیحضرت

حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری نوری قدس سرہٗ

ناشر

رضا اکیڈمی

۲۶/کامبیکر اسٹریٹ، ممبئی ۳

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

سلسلۂ اشاعت

نام کتاب: ردِّ تھانوی
(مولوی اشرفعلی تھانوی کارد)

مصنف: مفتی اعظم حضرت علامہ محمد مصطفےٰ رضا خاں نوری، بریلوی

تصحیح: مولانا مفتی سید شاہد علی حسنی رضوی، رامپوری

تحریک: مولانا الحاج محمد سعید نوری

صفحات: ١٦

سنہ اشاعت: صفر المظفر ١٤٢٥ھ/ مارچ ٢٠٠٤ء

کمپوزنگ: مولوی محمد انور رضا بریلوی، عتیق احمد حشمتی پیلی بھیتی

ناشر: رضا اکیڈمی ٢٦/کامبیکا اسٹریٹ، ممبئی ٣

باہتمام: مولانا محمد شہاب الدین رضوی

-:ملنے کے پتے:-

شاہ برکت اللہ اکیڈمی

رضانگر، سوداگران، بریلی شریف فون نمبر 0581-2552278-2550087

نوری کتب خانہ۔ لال مسجد، رامپور شریف ٢٤٤٩٠١ یوپی انڈیا۔

کتب خانہ امجدیہ مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ٦

حرف چند

زیر نظر کتاب ''رد تھانوی'' میں تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے وہابیہ اور دیابنہ کی کتابوں سے کفری اقوال اور تحریری ثبوت نقل کر کے مضبوط اور ٹھوس دلائل کے ساتھ انکی گرفتیں کی ہیں۔ یہ بدعقیدہ علماء حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور حضرت شاہ امداد اللہ مہاجر مکی کو اپنا مذہبی رہنما اور پیر و مرشد مانتے ہیں مگر انکے اقوال پر عمل پیرانہ ہوکر گمراہ اور بددین مولوی اشرفعلی تھانوی، مولوی قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی وغیرہم پر عمل کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے نبی مکرم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ارفع میں گستاخیاں کی ہیں، جس کی بنیاد پر جمہور علمائے اہل سنت بالخصوص اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی اور علمائے حرمین شریفین نے کفر کے فتاوے جاری کئے۔

حضور مفتی اعظم نے ''رد تھانوی'' کے عنوان سے ماہ نامہ یادگار رضا بریلی اور ماہ نامہ الرضا بریلی میں قسط وار مضامین تحریر فرمائے تھے، انہیں رسائل سے ایک قسط قارئین کے سامنے پیش کی جارہی ہے، جن حضرات کے پاس اس کی باقی قسطیں موجود ہوں تو وہ برائے کرم رضا اکیڈمی کو عنایت کردیں تاکہ اسکی بھی اشاعت کی جاسکے۔

(محمد شہاب الدین رضوی)

ردِّ تھانوی

گنگوہی فتوے کا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب وقاسم نانوتوی صاحب اور
خود اپنے پیر جناب حاجی امداد اللہ صاحب کو کافر ومشرک ٹھہرانا

فتاوائے گنگوہی حصہ ۳ ۔ ص ۱۵ میں سوال ''پڑھنا ان اشعار کا جن میں استعانت لغیر اللہ ہو کیسا ہے؟ مثلاً یہ شعر۔

یا رسول الله انظر حالنا
یا نبی الله اسمع قالنا
اننی فی بحر هم مغرق
خذ یدی سهل لنا اشکالنا

شاید اشعار مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ومولانا محمد قاسم کے بھی متضمن اشعار استمدادیہ ہیں۔ پس یہ اشعار جائز ہیں یا شرک۔ اور ان کے مصنفوں کے حق میں کیا کہا جائے ان اشعار کا پڑھنا اس ملک میں بہت رائج ہے ان کے بحث کرنے کو منکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بتاتے ہیں مساجد اور خانقاہوں میں روبرو علماء ومشائخ کے پڑھے جاتے ہیں کوئی عالم یا شیخ کہ بعض حضرات ان میں خوش عقیدہ ودیندار بھی ہوتے ہیں

کچھ تعرض نہیں کرتا'' اھ (ملخص)

سوال کے مضامین یادرکھئے (۱) استعانت لغیر اللہ۔ غیر خدا سے مدد مانگنا (۲) ان اشعار میں یہ کہ یارسول اللہ ہمارے دل پر نظر فرمائیں۔ یا نبی اللہ حضور ہماری عرض سنیں ہماری دستگیری فرمائیں ہماری مشکلیں آسان فرمائیں (۳) ان اشعار کا عام مجلس ومجامع میں پڑھنے کا رواج کثیر ہونا کسی عالم کا انکار نہ کرنا (۴) عام مسلمین کا ان کو عین دین سمجھنا بحث کرنے والے کو رسول اللہ ﷺ کا منکر جاننا۔

اب گنگوہی جواب سنئے!

''ندا غیر اللہ کو کرنا دوسرے سے شرک حقیقی جب ہوتا ہے کہ ان کو عالم سامع مستقل عقیدہ کرے۔ اشعار بزرگان فی حد ذاتہ نہ شرک نہ معصیت۔ ہاں بوجہ موہم ہونے کا مجامع میں کہنا مکروہ ہے کہ عوام کو ضرر ہے اور فی حد ذاتہ ایہام بھی ہے لہذا نہ ایسے اشعار کا پڑھنا منع نہ مولف پر طعن ہوسکتا ہے اور کراہت ہوم ہونے کی بوجہ غلبہ محبت منجبر ہوجاتی ہے مگر ایسی طرح پڑھنا کہ اندیشہ عوام کو بندہ پسند نہیں کرتا گھو اس کو معصیت بھی نہیں کہہ سکتا'' اھ

مختصراً جواب کے احکام یادرکھئے!

حکم اول ان اشعار میں خود نہ شرک نہ گناہ نہ ان کے مصنفوں پر کچھ طعن

حکم دوم ان کا پڑھنا منع نہیں

حکم سوم موہم ضرور ہیں اس سبب سے مجمع میں کراہت ہے مگر غلبہ محبت سے اس کی تلافی ہوجاتی ہے۔

حکم چہارم ان سے عوام کا ضرر ہے اس لئے مجمع میں پڑھنا مجھے پسند نہیں۔ مگر اس کو بھی معصیت نہیں کہہ سکتا۔

دیکھئے یہاں جو اپنوں کے نام اپنوں کے کام تھے کیا ہتھیار ڈالے ہیں۔(۱) خود غیر خدا سے کہنا کہ ہماری دستگیری کرو ہماری مشکلیں آسان کرو۔ شرک و کفر در کنار خود مکروہ تنزیہی بھی نہیں۔ (۳) صرف مجمع میں بخیال عوام کراہت ہے۔ اسے بھی غلبہ محبت کی کوابی نے دبادیا (۴) اگر چہ رواج کی وہ کثرت اور بزعم وہابیہ فساد عقیدۂ عوام کی وہ حالت جو سائل نے لکھی کہ بحث کرنے والے کو کافر جانتے ہیں پھر بھی مجمع عوام میں پڑھنا معصیت تک نہیں ہو سکتا۔ اب اصل دلی فتاوے دیکھئے۔

تناقض ۱ حصہ ا۔ ص ۳۱۔ مشابہ بشرک ہے کہ غیر اللہ تعالی سے طلب حاجات ہے معسیت سے خالی نہ ہوگا۔

تناقض ۲ ایضا بعد ۴ سطر ''موہم الفاظ کا پڑھنا معصیت ہے۔

تناقض ۳ ۱۳۲ اگر عالم الغیب و متصرف مستقل جانکر کہتا ہے تو خود شرک محض ہے اور جو یہ عقیدہ نہیں تو بھی ناجائز ہے۔

تناقض ۴ ایضا بعد ایک سطر'' جو لفظ موہم معنی شرک ہو اس کا بولنا بھی ناروا ہے لقولہ تعالی لا تقولوا راعنا صحابہ کی نیت مین معنی قبیح نہ تے مگر بسبب مشابہت اور موہم معنی قبیح کے ممنوع ہو گئے۔ پھر عوام اس سے شرک و گناہ میں مبتلا ہوتے ہیں۔

تناقض ۵۔ ۱۱۵ '' ندائے غیر بدون عقیدہ شریک گناہ ہے'' اس فتوے میں براہ کمال چالاکی وہ الفاظ کہ ہماری دستگیری کرو ہماری مشکلیں آسان کرو، اڑا کر صرف سائے غیر

رکھی اور سے بے عقیدہ شرکیہ خالص مباح بنایا اور دل میں یہ کہ یوں بھی گناہ ہے۔

تناقض ۶۔ ۸۵ موہم شرک ہیں منع نہیں

تناقض ۷ حصہ ۳ ص ۹ درست نہیں کہ ظاہر اس کا موہم شرک کا ہے۔

تناقض ۸۔۳۔۲۴ ممنوع ست سم قاتل بعوام سپرحن ست کہ صد ہار دم بضاد عقیدہ شرکہ مبتلا شوند و موجب ہلاکت ایشاں گردد یہ مسلمانوں کو زہر قائل دنیا وہاں کیسے ٹھنڈے جی سے حلال کیا ہے۔

تناقض ۹ پھر بھی یہاں تک تو یہی الفاظ تھے کہ معصیت سے خالی نہیں معصیت ناجائز اور گناہ منع ہے درست نہیں کہ مکروہ تحریمی تک صادق آسکتے تھے۔ آگے چل کر خاص حرام ہو گیا حصہ ۱۱۱ چونکہ بظاہر موہم شرک ہیں اس لئے پڑھنے والے ان کے مجلس عوام میں گنہگار ہوتے ہیں لہذا پڑھنا ان کا حرام ہے۔

تناقض ۱۰ ۳۔۷ ا وجہ فسق کی احتمال فساد عقیدہ عوام اور اپنے اوپر تہمت شرک رکھنا ہے

طرفہ یہ کہ یہ اسی پہلے استفتاء کا دوبارہ جواب ہے یہاں جو جناب شاہ صاحب و قاسم کے باعث پتھر کے تلے دبا تھا دامن آپ بادل ناخواستہ زبان چبا چبا کر ان کہی بولے سائل نہ سمجھا یا اس نے براہ شرارت آپ کو چھیڑنے اور کچھ بلوا قباوا چھوڑنے کیلئے مکرر پوچھا تھا کہ مجھ کو بسراحت معلوم نہ ہوا کہ آپ نے کای اراشاد کیا اس کا ص ۱۸ اپر یہ جواب دیا کہ فساد عقیدہ عوام کا احتمال بھی ہو تو مجمع میں پڑھنا فسق اور اوپر ایک ہی صفحہ اسی سوال کے جواب میں احتمال درکنار وہ کچھ فساد موجود دیکھ کر بھی یہ تھا کہ میں معصیت نہیں کہہ سکتا یعنی گناہ تو نہیں فسق ضرور ہے۔ حافظ نباشد۔

تناقض ۱۱۔ اب حرام سے بھی اونچے چلکر بدعت وضلال واضلال لیتے ہیں حصہ ا۔ ص ۱۸۱ اگر چہ بتاویل صحیح شرک نہیں مگر منجر بشرک اور باعث فساد عقیدۂ عوام ہے تو یہ امر بھی بدعت واضلال وگناہ سے خالی نہیں۔

تناقض ۱۲۔ وہ تو خالی نہیں سے ہی چلتے ہیں آگے چلکر کھلتے ہیں اول گناہ میں بھی اتنا ہی کہا تھا کہ معسیت سے خالی نہ ہوگا رفتہ رفتہ حرام ہوگیا یہاں بھی دیکھئے دورہ تاج شریف میں جو حضور اقدس ﷺ کو دافع البلاء کہا اس پر یہ غیظ ہے حصہ ۳۔ ص ۳۴ و درساختن بدعت وضلالت ست، سبحان اللہ یہ کہنا کہ یا رسول اللہ حضور ہماری مشکلیں آسان فرمائیں، مباح خالس اور یہ کہنا کہ حضور دافع البلاء ہیں بددینی وگمراہی۔

تناقض ۱۳۔ اب بدعت سے بھی چڑھکر خاص اندر کے دل کی کھلتی ہے شرک وکفر کی دھلتی ہے۔ حصہ ۹۳ ساحب قبر سے کہے کہ تم میرا کام کردو یہ شرک ہے خواہ قبر کے پاس کہے خواہ دور۔

تناقض ۱۴۔ ج۔ ا۔ ص ۱۳۰ اس طور دعا کرنا کہ اے صاحب قبر میرا کام کردے یہ حرام اور شرک بالاتفاق ہے۔

تناقض ۱۵۔ ج۔ ا۔ ص۔ ۱۹۔ وہ استعانت جو کفر ہے وہ یہ ہے کہ تم میرا کام کردو سهل لنا اشكالنا میں یہی تو تھا مگر وہاں اپنوں کے نام سوال میں شامل تھے وہ کفر حلال ومباح ہوگیا۔

تناقض ۱۶۔ ج ۳۔ ص۔ ۳۴ پر ''شاعر جو نعت اقدس میں لفظ صنم یا بت یا آشواب ترک یا فتنہ عرب باندھتے ہیں اس کا سوال تھا یہ لوگ نہ وہابی ہوتے ہیں نہ ان کے اپنر لہذا

یہاں گنگوہی جولانیاں دیکھئے، اول کو دکہا کہ یہ الفاظ قبیحہ بولنے والا معنی حقیقۃ ظاہر مراد نہیں رکھتا بلکہ معنی مجازی مقصود لیتا ہے۔ مگر ایہام گستاخی سے خالی نہیں اور آکر حکم یہ جڑا کہ پس ان کا کہنا کفر۔ ملاحظہ ہو وہی ایہام وہاں تھا وہی یہاں۔ وہاں تو مباح خالص تھا جیسے کہ عوام کی مجلسوں میں بھی اس کے پڑھنے کو معصیت کہنا بھی ناممکن تھا۔ بلکہ غلبہ محبت نے کراہت تک کھودی تھی یہ یوں کہ اپنوں کا قدم درمیان میں تھا۔ یہاں وہی ایہام کا لفظ نہ پیش عوام بلکہ سرے سے کہنا ہی کفر ہو گیا غلبہ محبت نے بھی کام نہ دیا یوں کہ لغت گویوں کا معاملہ غرض کفر و شرک وحرام سب اپنے گھر کے ہیں اسی بات پر اپنوں کو معصیت سے بھی بچالیا اسی سے اوروں کیلئے معسیت چھوڑ کفر پھنٹا دیا مگر قرآن عظیم سے سنا اکفار کم خیر من اولائکم ام لکم براء ۃ فی الزبر کیا تمہارے کافر کچھ ان سے بھلے ہیں کہ ان پر جو حکم ہو ان پر نہ ہو۔ یہ تمہارے لئے کتابوں میں آزادی لکھی ہے کہ تمہاروں کو کفر بھی حلال۔

آپ نے دیکھا تناقض الیہ ہوتے ہیں۔ اور وہ بھی غلطی سے نہیں بلکہ کمال بد دیانتی سے کہ اپنوں کی خاطر یقولون افواھھم و الیس فی قلوبھم (۱۷) دیوبندیہ نے امام اہل سنت پر جو جیتا طوفان جورات کہ اسماعیل کی نیت کا حال معلوم ہونے کا دعوی فرمایا۔ گنگوہی صاحب کی دیکھئے صاف بتارہے ہیں کہ لغت گویوں کی نیت ہمیں معلوم ہے معنی حقیقی کہ کفر ہیں ان کی مرادنہیں مجازی مقصود ہیں پھر بھی حکم یہی ہے کہ کافر ہیں۔

(۱۸) تناقض وغیرہ تو بالائے طاق رہے گنگوہی فتوؤں پر حضرت شاہ ولی اللہ

صاحب و جناب حاجی امداداللہ صاحب اور گیہوں کے ساتھ گھن قاسم نانوتوی ساحب کے کفروں کی خبر لیجئے۔ حضرت شاہ صاحب اپنے قصیدہ اطیب النعم کی شرح وترجمہ میں لکھتے ہیں۔

فصل یازدہم در ابتہال بجناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اے بہترین عطا کنندہ واے بہترین کسیکہ امید وداشتہ بشود برائے ازالہ مصیبتے تو پناہ دہندہ منی از ہجوم مصیبت وقتے کہ خلاند در دل و بدترین چنگال۔

اسی میں ہے:

ذکر بعض حوادث زمانے کو دراں حوادث لا بدست از استمداد بروح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

یہی شاہ صاحب اپنے قصیدۂ ہمزیہ کی شرح وترجمہ میں فرماتے ہیں:

فصل ششم درمخاطبہ جناب عالی علیہ افضل الصلوات والتسلیمات ندا کند زاد وخوار شدہ بشکستگی دل و بہ پناہ گرفتن کہ اے رسول خدا عطائے ترا میخواہم روز فیصل کردن وقتیکہ فرود آید کار عظیم در غایت تاریکی پس توئی پناہ از ہر بلا۔ بسوئے تست روآوردن من بہ تست ہناہ گرفتن من ودر تست امید داشتن من۔

یہ وہی دافع البلاء ہے جس کے سبب درود تاج پر وہ حکم چلا ہے۔

اسی میں ہے:

نیست ہیچ تشنہ کہ سوزش سینہ دارد دل وے مگر رجوع بکند از عطائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بسیرابی۔

جناب حاجی امداداللہ صاحب:

کرو روئے منور سے میری آنکھوں کو نورانی
مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤں یا رسول اللہ
اگرچہ نیک ہوں یا بد تمہارا ہو چکا ہوں
پس اب چاہوں ہنساؤں یا رلاؤ یا رسول اللہ
پھنسا ہوں بے طرح گرداب غم میں نا خدا ہوکر
مری کشتی کنارے پر لگاؤں یا رسول اللہ
جہاز امت کا حق نے کردیا ہے آپ کے ہاتھوں
بس اب چاہے دباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ
پھنسا کر اپنے دام عشق میں امداد عاجز کو
بس اب قید دو عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ

نانوتوی صاحب:

اگر جواب دیا بے کسوں کو تونے بھی
تو کوئی اتنا نہیں جو کرے کچھ استفسار
مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

کروڑوں جرم کے آگے یہ نام کا اسلام

کرے گا یا نبی اللہ کیا مری یہ پکار

نانوتوی صاحب اپنا سلام برائے نام آخر تحذیر میں بھی کہ چلے ہیں کہ اس گنہگار کو جس کا اسلام برائے نام ہے دست گیری فرما کر ورطہ ہلاکت سے نجات دیں ۔یعنی قد یصدق یہ حضرات کہ حضور سے مانگ رہے ہیں حضور سے عرض کرر ہے ہیں کہ یوں کر دیجئے ۔ حضور کو عطا کنندہ و پناہ دہندہ وغیرہ وغیرہ کہہ رہے ہیں، گنگوہ فتووں پر ضرور کافر ومشرک بالاتفاق ہوئے۔

(۱۹) پھر گنگوہی صاحب کہاں بچکر جاتے ہیں۔ یہ جناب حاجی صاحب کے مرید اور حضرت شاہ صاحب کے غلام فتاوی گنگوہی حصہ دوم ۱۱۲

بندہ خاندان حضرت شاہ ولی اللہ صاحب میں بیعت ہے اور اسی خاندان کا شاگرد ہے معاذ اللہ کافروں مشرکوں کو پیر بنانے والا کب مسلمان رہ سکتا ہے۔

(۲۰) تذییل اجل:

آپ نے کہا تھا ہم بھی سنتے آئے تھے کہ سرور عالم ﷺ کے بعد نبی کا امکان ذاتی بھی موجب تکفیر ہے۔

اس کا بطلان تو آپ واضح ہوگیا ہاں آپ دیوبندیہ وہ امکان ذاتی بھی مانتے ہیں جس کا ماننا قطعا کفر ہے اسے بھی سن لیجئے کہ آپ تو اب طالب تحقیق بنتے ہیں جس دلیل سے بھی اپنا اور دیوبندیوں کا کفر آپ پر واضح ہو جائے آپ ضرور قبول

فرمائیں گے۔

تمام دیوبندی بلکہ سارے وہابی لاکھوں کروروں خداؤں کو پوجتے ہیں اوران کا خدا جوف دار کھکل ہے

امام الطائفہ اسماعیل دہلوی نے معاذ اللہ باری عزوجل کا جھوٹا ہونا ممکن بنانے کیلئے دوملعون دلیلیں گڑھیں جن کا نہایت قاہر ردسبحان السبوح شریف میں ہے ان میں ایک یہ کہ آدمی تو جھوٹ پر قادر ہے خدا قادر نہ ہوتو آدمی کی قدرت اس سے بڑھ جائے۔

مولانا غلام دستگیر صاحب مرحوم نے اس پر نقض کیا کہ یوں تمہارے خدا کا چوری کرنا شراب پینا بھی ممکن ہو جائے کہ آدمی چوراور شرابی ہوتے ہیں، خدانہ ہو سکے تو آدمی سے قدرت میں گھٹ رہے۔

اس پر دیوبند کے بڑے معتمد مولوی محمود حسن دیوبندی صاحب نے ضمیمہ اخبار ''نظام الملک'' ۲۵/اگست ۱۸۸۹ء میں صاف چھاپ دیا کہ

> چوری شراب خوری جہل ظلم سے معارضہ کم فہمی ۔معلوم ہوتا ہے غلام دستگیر کے نزدیک خدا کی قدرت بندہ سے زائد ہونا ضروری نہیں ۔حالانکہ یہ کلیہ جومقدور العبد ہے مقدوراللہ ہے۔

یہ تو آنکھیں بندکر کے کہہ بھی بھاگے اور آپ تھانوی صاحب ظاہر وغیرہ جس دیوبندی یاکسی قسم کے وہابی سے پوچھئے یہی کہے گا ورنہ ان پرامام الطائفہ کی دلیل

کیسے بنائے گا کیا اسے گمراہ بد دین ٹھہرائے گا کہ اس نے یہ کہہ کر اپنے معبود کو تمام ذلتوں خواریوں فاحشہ عیبوں گھنونی باتوں کا قائل بنا دیا ہے۔اب ان کے خدا کا جود دار کھکل ہونا تو امکان شراب اپنے جوف میں داخل کرے ان کا خدا اگر کھکل نہ ہوگا اس پر قادر نہ ہوگا تو قدرت انسان سے کھٹ رہے گا رہے کروروں خدا، وہ یوں سمجھئے۔

فرمایئے! چوری کیا ہے؟ پرائی ملک بے ان کی اجازت کے اس سے چھپا کر لے لینا، کیا اپنی ملک کسی کے پاس سے لے لینے کو پکے پاگل کے سوا کوئی چوری کہہ سکتا ہے؟ اور ہو بھی تو یہ صورتا چوری ہوگی نہ حقیقتا اور آدمی حقیقی چوری پر قادر ہے جس کا نفس وجود بے ملک غیر عقلا ناممکن و نا متصور و محال بالذات کجمیع الاضافات تو چند باتیں قطعا ثابت ہوئیں۔

(۱) بعض اشیاء خدا کی ملک سے خارج اور دوسرے کی ملک ہوں جب تو چوری کر سکے گا۔

(۲) وہ دوسرا مستقل خدا ہو کہ اگر تقریر تحذیر الناس کے طور کا خدا بالعرض ہوا تو مالک بھی بالعرض ہوگا اور اس چیز کا بھی مالک بالذات۔ پھر اللہ واحد قہار رہے گا اور چوری ناممکن ہوگی۔

(۳) جب وہ دوسرا مستقل خدا ہے تو ازلی ابدی ہوگا یہ نہیں کہ امکان سرقہ کیلئے اس کا امکان کفایت کرے اور بالفعل موجود نہ ہو کہ خدا کا وجود واجب ہونا لازم نہ کہ محض ممکن۔

(۴) انسان لاکھوں کروروں اشخاص کی چوری کر سکتا ہے۔ خدا اگر ایک ہی کی

چوری کر سکے زیادہ پر قادر نہ ہوتو انسانی قدرت سے پھر گھٹ رہے۔ لہذا واجب کہ لاکھوں کروروں ازلی ابدی خدا موجود و واجب الوجود ہوں تو قطعا ثابت ہوا کہ دیوبندیہ وہابیہ کروروں خداؤں کے پجاری ہیں۔

ہے تھانوی وغیرہ کسی دیوبندی یا وہابی میں دم کہ اس کا جواب لاسکے یا اپنے کروروں خدامیں سے ایک بھی گھٹا سکے؟

كذالك العذاب و لعذاب الآخرة اكبر لو كانوا يعلمون

الحمدللہ! اولا وسا آخرا جناب تھانوی صاحب یہ اسی جبال ہیں تیس بحث اول دس دوم بیس بیس سوم وتذبیل میں اگرحسب عادت رسالہ واپس دیا یا سکت یسکت سکوتا کی گردان بھائی فبھا حق بحمد اللہ تعالی ظاہر ہوگیا۔ ورنہ بخوشی اجازت ہے کہ تمام اصاغرو اکابروروس واذناب ملک کر جھولیں۔ اور ہم یہ بھی قید نہیں لگاتے کہ آپ خود کاتب بنیں یا ساری پارٹی کہ یقیناً سر جوڑ کر بیٹھے گی دستخط کرے نہیں۔ کتاب جس نام سے چاہے ہومگر آپ کی تصدیق ہوتصدیق بھی نہ سہی اتنا ہی لکھ دیں کہ ہم نے دیکھا امور ذیل کالحاظ ضروری ہے۔

(۱) آپ جواب جب چاہیں دیں۔ اتنا بفور ایک کارڈ لکھ بھیجیں کہ جواب مہینے دو مہینے سال دو سال اتنے دنون میں آئے گا۔ یا یہی کہ جواب نہ دیا جائے گا کہ انتظار نہ ہو۔ یہ کارڈ تیسرے چوتھے دن آسکتا ہے ان دوحرفوں کے لکھنے میں کیا گھنٹا لگتا ہے۔ مگر مجھے تو آپ کی خاطر منظور آپ پر نرمی مقصود۔ لہذا اس خیال سے کہ اتنی

بات لکھنے کیلئے ساتویں بلکہ دسویں دن تک انتظار کروں گا اگر یہ دوحرفی کارڈ نہ آیا تو اس کے معنی یہی سمجھے جائیں گے کہ حسب عادت عاروسکون اختیار فرمائی۔

(۲) یہ جواب خط دوم کی طرح افتراءات وانکار حسیات کی مشکل مکابرات پر مشتمل نہ ہو ورنہ ہمیں وقت ضائع کرنا نہیں وہ افتراءات ومکابرات چھانٹ کر آپ کو بھیج دینا ہی کافی جواب ہوگا۔

(۳) اسی نمبروں کا جواب جدا مجدا ہو جتنے نمبروں کو حق سمجھے تصریحا ان کی تسلیم لکھ دیجئے۔ ورنہ اگر عاجزوں کے داب قدیم کی طرح بعض باتوں پر کچھ لب کشائی اور باقی کو پشت نمائی تو جن نمبروں کا جواب نہ ملے گا پہلے سے کہے دیتا ہوں وہ آپ کے تسلیم شدہ ٹھہریں گے۔ اوران سے اسی طرح احتجاج کی اجائے گا جیسے آپ صراحۃ تسلیم لکھ دیتے۔

و اللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم و حسبنا اله نعم الوکیل و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العی العظیم و صلی اللہ تعالی و سلم و بارك و علی ناصرنا و مولانا محمد و آله و صحبه و ابنه و حزبه اجمعین آمین ۔ و الحمد لله رب العالمین ۔

فقیر مصطفیٰ رضا قادری برکاتی

۸ر صفر مظفر ۱۳۲۷ھ